Globethics Repository



Aqsam Bid'at 4 (The division of religious innovation part 4)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	Al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Manshurat Minhaj al-Quran
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-11-08 09:15:18
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/184957

فصل چہارُم

تقسیمِ بدعت پر اَحادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِستشہاد

www.MinhajBooks.com

اگر لفظِ ''بدعت'' اور ''اِحداث'' کی حسنہ اور سیئہ میں تقسیم نہ ہوتی اور اِن کا معنی ہی ضلالت و گمراہی ہوتا تو اِن اَلفاظ کی نسبت کبھی بھی اَعمالِ حسنہ اور اَفعالِ خیر کی طرف نہ کی جاتی اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کرتے۔

تقسیمِ بدعت پر اِستدلال کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج ذیل فرمان نہایت اہم ہے جسے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اُون کے کپڑے پہنے ہوئے کچھ دیہاتی حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بدحالی اور ان کی ضرورت کو دیکھا تو لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ لوگوں نے کچھ دیر کی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے، پھر ایک انصاری درہموں کی تھیلی لے کر حاضر ہوا، پھر دوسرا آیا اور پھر لانے والوں کا تانتا بندھ گیا، حتی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے، تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ مَنْ سَنَّ فِيْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكوٰة، باب الحث على الصدقه، ۲: ۷۰۵، رقم: ۱۰۱۷

۳۔ نسائی، السنن، كتاب الزكاة، باب التحريض على الصدقه، ۵: ۵۵، ۵۶، رقم: ۲۵۵۴

’’جس شخص نے مسلمانوں میں کسی ’’نیک طریقہ‘‘ کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی، اور جس شخص نے مسلمانوں میں کسی برے طریقے کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔‘‘

اِمام مسلمؒ (۲۶۱ھ) نے اس حدیثِ مبارکہ کا باب ’’من سن سنة حسنة او سيئة‘‘ قائم کیا ہے یعنی جس نے اچھی سنت اور بری سنت کا طریقہ وضع کیا۔ امام مسلمؒ نے یہ باب قائم کر کے واضح کر دیا کہ یہاں پر لفظِ سنت سے مراد سنتِ رسول ﷺ نہیں ہے۔ ان کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ جہاں بھی لفظِ سنت استعمال ہو وہاں اس سے مراد سنتِ رسول ﷺ، سنت صحابہ یا سنت خلفاء راشدین ہی ہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو امام مسلمؒ کبھی بھی حضور ﷺ کی سنت کی نسبت ’’سیئة‘‘ کا لفظ استعمال نہ کرتے کیونکہ جو معروف اور متداول معنی میں سنت ہے وہ کبھی سیئة ہو ہی نہیں سکتی۔ حضور ﷺ کی سنت کو سیئہ یا برا کہنے والا کافر ہے۔ حضور ﷺ کی سنت عین دین ہے اور بدعت اس کی مخالف اور ضد ہے لہٰذا **امام مسلمؒ نے ’’سنة حسنة‘‘ اور ’’سنة سيئة‘‘ کی اصطلاح استعمال کر کے اپنا مذہب واضح کر دیا کہ یہاں سنت سے مراد سنتِ رسول نہیں بلکہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ**

۴۔ ابن ماجه، السنن، مقدمة، باب سن سنة حسنة أو سيئة، ۱ : ۷۴، رقم: ۲۰۳

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۷۔۳۵۹

۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۴۱، رقم: ۵۱۴

۷۔ ابن ابی شیبه، المصنف، ۲: ۳۵۰، رقم: ۹۸۰۳

۸۔ بیهقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۷۵، رقم: ۷۵۳۱

سیئہ ہے۔ بات واضح ہوگئی کہ زیرِ بحث حدیثِ مبارکہ میں لفظِ سنت اپنے شرعی معنی میں یعنی سنتِ رسول یا سنتِ خلفاء راشدین کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی عمل حضور ﷺ کی سنت پر مبنی ہو تو وہ کبھی سیئہ ہو ہی نہیں سکتا اور جو عمل حضور ﷺ کی سنت نہیں بلکہ نیا عمل ہے تو وہ بدعت ہے کیونکہ بدعت کہتے ہی ''نئے کام'' کو ہیں۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو صرف ''سنت'' ہی مراد ہے بدعت مراد نہیں لی جا سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اگر اس سے مراد صرف ''سنت'' ہی ہوتا تو کیا وہاں ''حسنہ'' کہنے کی ضرورت تھی؟ کیا کوئی سنت غیر حسنہ بھی ہو سکتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ عمل کرنے کے حوالے سے ''من عمل'' تو کہہ سکتے ہیں مگر ''من سن'' کہنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جب سنت حضور ﷺ کی ہو تو پھر عام آدمی اس سے کیا ''راہ'' نکالے گا وہ تو صرف عمل اور اتباع کا پابند ہے پس ثابت ہوا کہ ''سن'' سے مراد نیا عمل اور بدعت ہے۔

علامہ نوویؒ (۶۷۶ھ) ''شرح صحیح مسلم (۱: ۳۲۷)'' میں لکھتے ہیں:

حدیث - کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة[1] - میں عموم مراد نہیں ہے اور تخصیص کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے: ''من سنّ فی الاسلام سنّة حسنة۔'' اس سے یہ ثابت ہوا کہ ''کل بدعة ضلالة'' میں بدعت سے مراد محدثاتِ باطلہ اور بدعاتِ مذمومہ ہیں۔

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ۴: ۲۰۰، رقم: ۴۶۰۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة، ۵: ۴۴، رقم: ۲۶۷۶
۳۔ ابن ماجه، السنن، مقدمه، باب اتباع السنة الخلفاء الراشدین، ۱: ۱۵، رقم: ۴۲
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۲۶
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۱۷۸، رقم: ۵

جس طرح بدعت کی دو قسمیں ہیں، بدعتِ لغوی اور بدعتِ شرعی، اسی طرح سنت کی بھی دو قسمیں ہیں، سنتِ شرعی اور سنتِ لغوی۔ سنتِ شرعی سے مراد سنتِ رسول ﷺ اور سنتِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہے اور جو سنت شرعی نہیں صاف ظاہر ہے وہ سنت لغوی ہو گی۔ سنتِ لغوی سے مراد نیا کام، نیا عمل، کوئی نیا طریقہ اور نیا راستہ ہے۔ اُئمہ اور محدثین نئے کام اور نئے عمل کو بدعت بھی کہتے ہیں اِس طرح آپ سنتِ لغوی کو بدعتِ لغوی بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ جو کام سنت نہیں صاف ظاہر ہے پھر وہ بدعت ہی ہو گا اور اسی بدعت کو مصطلحین نے حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا ہے۔

بدعتِ حسنہ کی اصل ''سنة حسنة'' ہے

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَنَّ فِیْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً'' یعنی جس کسی نے اسلام میں کسی ''نیک طریقہ'' کی ابتداء کی۔ اب یہاں مطابقت پیدا کرنے اور نفسِ مسئلہ کو سمجھنے کیلئے صحیح مسلم ہی کی دوسری حدیث ''مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هَذَا'' کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر اِحداث ممنوع و مردود نہیں بلکہ صرف وہ اِحداث ممنوع ہو گا جس کی کوئی اصل یا نظیر دین میں نہ ہو۔

زیرِ بحث حدیثِ مبارکہ میں اس نئے راستے کو ''سنة حسنة'' کہا گیا ہے یعنی وہ راستہ تھا تو نیا مگر اپنے نئے پن کے باوجود اچھا تھا، بھلائی اور خیر کا راستہ تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نئے راستے کو جسے سنة حسنة کے ساتھ ساتھ دیگر اَحادیث مبارکہ میں سنة صالحة،(۱) سنة خیر،(۲) سنةِ هدیٰ،(۳) نعم البدعة(۴) اور بدعة

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب من سنَّ فی الاسلام سنة حسنة او سيئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۳

(۲) ترمذي، السنن، كتاب العلم، باب ما جاء فيمن دعا إلى هدى فاتبع او إلى ضلالة، ۵: ۴۳، رقم: ۲۶۷۵

ھدی(۵) وغیرہ بھی کہا گیا ہے۔ شریعت اس نئے راستے یا طریقے کو اپنانے کے بارے میں کیا راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس حوالے سے اسی حدیثِ مبارکہ میں فرمایا گیا: ''فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ'' (اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہء اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔) اب اس حدیث کی رو سے اچھا نیا راستہ نکالنا بدعتِ حسنہ ہو گیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعتِ حسنہ کی اصل سنتِ حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعتِ حسنہ اپنی اپنی اصل میں سنت ہے۔ اسی طرح فرمایا گیا کہ جس نے مسلمانوں میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا جس نے وہ برا طریقہ ایجاد کیا۔ امام مسلمؒ کے مذہب، اس حدیث کے باب اور متنِ حدیث سے ثابت ہو گیا کہ سنتِ حسنہ سے مراد بدعتِ حسنہ ہے اور سنتِ سیئہ سے مراد بدعتِ سیئہ ہے۔

امام مسلمؒ اسی باب میں دوسری سند کے ساتھ ایک اور حدیث بعض الفاظ کے تغیُّر کے ساتھ لائے ہیں۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۲۔ لَا يَسُنُّ عَبْدٌ سُنَّةً صَالِحَةً يُعْمَلُ بِهَا بَعْدَهُ ثُمَّ ذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔(۶)

''جو شخص کسی نیک طریقہ کو ایجاد کرتا ہے جس پر اسکے بعد عمل کیا جاتا

(۳) ابن عبد البر، التمهيد، ۲۴: ۳۲۷

(۴) بخاری، الصحيح، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم: ۱۹۰۶

(۵) مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، و من دعا إلى هدى او ضلالة، ۴: ۲۰۶۰، رقم: ۲۶۷۴

(۶) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب من سنَّ فی الاسلام سنة حسنة او سيئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۶۰ رقم: ۱۹۲۰۶

ہے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔‘‘

اسی طرح **اِمام ابو القاسم ہبۃ اللہ لالکائی** (۴۱۸ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۳۔ من سن سنة حسنة هدى فأُتبع عليها كان له أجره و مثل أجور من اتبعه غير منقوص من أجورهم شيء، و من سن سنة ضلالة فأُتبع عليها كان عليه وزره و مثل أوزار من اتبعه غير منقوص من أوزارهم شيء۔ (۱)

’’جس نے کسی ’’نیک طریقہ‘‘ کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس کا اسکو اجر ملے گا اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی، اور جس شخص نے کسی ’’برے طریقہ‘‘ کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اسے اسکا گناہ ملے گا اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔‘‘

اِمام ابن عبد البرؒ (۴۶۳ھ) نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے جس میں ’’سنة هدى‘‘ اور ’’سنة ضلالة‘‘ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

۴۔ من سن سنة هدى فاتبع عليها كان له اجره او مثل اجر من منقوص من أجورهم شيئا و من سن سنة ضلالة فاتبع عليها كان

(۱) ۱۔اللالکائی، إعتقاد أهل السنة، ۱: ۵۲، رقم: ۷
۲۔احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۲۰، رقم: ۱۰۷۵۹

عليه وزرها و مثل اوزار من منقوص من اوزارهم شيئا۔[1]

''جس نے کسی ''اچھے طریقے'' کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس کا اس کو اجر ملے گا اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہو گی، اور جس شخص نے کسی ''برے طریقے'' کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اسے اس کا گناہ ملے گا اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔''

ان اَحادیث میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ''سنة حسنة'' کے ساتھ ساتھ دوسری اصطلاحات ''سنة صالحة'' اور ''سنة هدى'' بھی استعمال فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ نے مختلف اَحادیث میں مختلف اِصطلاحات اس لیے استعمال فرمائی ہیں تاکہ یہ تصور واضح ہو جائے کہ لفظِ سنت ہر جگہ اپنے معروف اور متداول معنی میں نہیں بلکہ اس کے حسنہ اور سیّئہ ہونے کا اِنحصار اُس ''نئے کام'' پر ہے جس کی طرف اِس کی نسبت کی جا رہی ہے۔ نفسِ مسئلہ سے متعلق آخری حدیث جو اِمام مسلمؒ (۲۶۱ھ) نے اسی باب کے ذیل میں نقل کی ہے وہ درج ذیل ہے:

۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ يَتَّبِعُهُ، لَا يُنْقِصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا. وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ يَتَّبِعُهُ، لَا يُنْقِصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا۔[2]

(۱) ابن عبد البر، التمهيد، ۲۴: ۲۳۷

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، و من دعا إلى هدى او ضلالة، ۴: ۲۰۶۰، رقم: ۲۶۷۴

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کے لئے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے اوران کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لئے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس بدعملی کا مرتکب ہونے والوں پر ہے اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔‘‘

جوڑوں (pairs) کے نظام سے اِستدلال

اس حدیث اور اس سے قبل بیان کی گئی دیگر اَحادیثِ مبارکہ میں ایک قدرِ مشترک ہے اور ان میں باقاعدہ ایک منطقی ربط ہے وہ یہ کہ جس طرح کائنات کی ہر چیز میں جوڑا جوڑا ہوتا ہے اِسی طرح حضور ﷺ نے اصطلاحات کے بھی متقابل جوڑے بیان فرمائے ہیں یعنی اگر اللہ کے نظامِ تخلیق اور نظامِ قدرت میں متقابل جوڑے مثلاً بیٹا بیٹی، عورت مرد، بھائی بہن، نر مادہ، اسی طرح اچھا برا، اونچا نیچا، امیر غریب، مشرق و مغرب، زمین و آسمان، ظاہر و باطن وغیرہ ہو سکتے ہیں تو پھر وہی جوڑا جوڑا بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں کیوں نہیں ہوسکتا ؟۔ جب حضور ﷺ نے ہر چیز کو دُہرا دُہرا جوڑا اور دو دو

۲۔ ترمذي، السنن، کتاب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فيمن دعا إلى هدى فاتبع او إلى ضلالة، ۵: ۴۳

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب لزوم السنة، ۴: ۲۰۱، رقم: ۴۶۰۹

۴۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب من سن سنة حسنة او سيئة، ۱: ۷۵، رقم: ۲۰۶

۵۔ ابن حبان، الصحيح باب ذکر الحکم فيمن دعا إلى هدى او ضلالة فاتبع عليه، ۱: ۳۱۸، رقم: ۱۱۲

۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۴۱، رقم: ۵۱۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۹۷، رقم: ۹۱۴۹

۸۔ أبو عوانة، المسند، ۳: ۴۹۴، رقم: ۵۸۲۳

کر کے بیان فرمایا ہے تو پھر بدعت کی تقسیم میں یہ جھگڑا کیوں کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی، حالانکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدد مقامات پر اَحادیثِ مبارکہ میں اصطلاحات کے متقابل جوڑے بیان کیے ہیں مثلاً تقسیمِ بدعت کے حوالے سے اِصطلاحات کے درج ذیل متقابل جوڑوں کو اَحادیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے:

نعم البدعة(۱) ←→ بدعت ضلالة(۲)

دعوتِ هُدًى (۳) ←→ دعوتِ ضلالة(۴)

سنة حسنة(۵) ←→ سنة سيئة(۶)

سنة هدىً (۷) ←→ سنة ضلالة (۸)

سنة صالحة(۹) ←→ سنة ضلالة(۱۰)

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۷، رقم:۱۹۰۶

(۲) ترمذی، السنن، کتاب العلم ، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ۵: ۴۵، رقم: ۲۶۷۷

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سیئة، و من دعا إلی هدی او ضلالة، ۴: ۲۰۶۰، رقم: ۲۶۷۴

(۴) ایضاً،

(۵) مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سیئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۴

(۶) مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سیئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۴

(۷) ابن عبد البر، التمهید، ۲۴: ۳۲۷

(۸) ابن عبد البر، التمهید، ۲۴: ۳۲۷

(۹) مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سنَّ فی الاسلام سنة حسنة او سیئة، ۴: ۲۰۵۹، رقم: ۲۶۷۳

(۱۰) ابن عبد البر، التمهید، ۲۴: ۳۲۷

سنة خير (۱) ←→ سنة شر (۲)

ان ساری تفصیلات سے ثابت ہوا کہ جوڑوں کے اس فطری نظام کو نہ ماننا اصل میں اللہ کے نظامِ تخلیق، نظامِ قدرت، نظامِ شریعت، نظامِ احکام اور نظامِ اجر و ثواب کا انکار کرنا ہے۔

''مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَة'' سے اِستدلال

جس طرح ''مَنْ دَعَا اِلَی هُدًی'' میں لفظِ ہدایت عام ہے اسی طرح ''من دعا الی ضلالة'' میں ضلالة کا کلمہ بھی عام ہے، لہٰذا اب کوئی بھی عمل جو گمراہی پر مبنی ہو وہ ضلالہ ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف وہی اعمال جنہیں کتاب وسنت میں حرام کہا گیا ہے ضلالہ شمار ہوں گے اور اس کے علاوہ بے شمار وہ اعمال جو دین میں نقصان کا باعث ہیں، جو اَخلاق اور شرم و حیاء کے خلاف ہیں، جو عقائد و مذہب کے خلاف ہیں، جو معاشرتی اقدار کے خلاف ہیں ''ضلالة'' شمار نہیں ہوں گے، بلکہ اس کے برعکس وہ تمام اعمال جن کے حرام ہونے کا اگرچہ کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو لیکن وہ روحِ دین سے متناقض ومتخالف ہوں ''ضلالة'' ہوں گے۔

زیرِ بحث حدیثِ مبارکہ میں ضلالة اور هُدی کے الفاظ باہم متقابل ہیں۔ اگر مفہومِ مخالف یعنی ضلالة کے مفہوم کو پہلے متعین کر لیا جائے تو اس کے بعد متقابل مفہوم خود بخود متعین ہو جائے گا، جیسے مسئلہ توحید اور شرک میں اگر توحید کا مفہوم پہلے متعین کر لیا جائے تو شرک کا مفہوم خود بخود واضح ہو جائے گا مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ غیر اللہ کو وسیلہ بنانا شرک ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ پھر کیا اللہ کو وسیلہ بنایا جائے گا؟ اور اگر اللہ کو وسیلہ بنایا

(۱) ترمذي، السنن، كتاب العلم، باب ما جاء فيمن دعا إلى هدى فاتبع او إلى ضلالة، ۵: ۴۳، رقم: ۲۶۷۵

(۲) ترمذي، السنن، كتاب العلم، باب ما جاء فيمن دعا إلى هدى فاتبع او إلى ضلالة، ۵: ۴۳، رقم: ۲۶۷۵

جائے گا تو پھر اللہ کس کے لیے وسیلہ ہوگا یعنی مقصود کون ہوگا؟ کیونکہ وسیلہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وسیلہ اللہ کا حق نہیں بلکہ مخلوق کا حق ہے، لہٰذا مخلوق کو اگر اس کا حق دیا گیا تو وہ شرک کیسے ہو گیا؟ اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دو چیزیں متقابل ہوں اور ان میں سے ایک کا مفہوم پہلے متعیّن کر لیا جائے تو دوسری کو سمجھنا اور اس کا اِطلاق کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

''صحیح مسلم'' کی مذکورہ روایت میں ہم نے پہلے ''من دعا الی ضلالة'' کا مفہوم متعین کیا ''من دعا الی ھدًی'' کا نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ ''ھدًی'' پر تو بحث اور اختلاف ہے۔ کوئی کہہ سکتا کہ اس سے مراد صرف سنت ہے حالانکہ ہم سنت کے علاوہ بھی بے شمار اُمورِ خیر مراد لیتے ہیں، لہٰذا جو چیز بحث طلب ہے اس کا تعین تو نہیں ہوگا اور جس کا تعین آسان ہے اس کا کر لیا جائے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ ''ضلالة'' عام ہے جس کا اِطلاق ہر قسم کے ضلالات، سیّئات، قبیحات اور کریہات پر ہوتا ہے یعنی وہ نئے اُمور جو محرّمہ ہوں یا مفضی اِلی الحرام یا اُمت کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہوں، سب ''ضلالة'' میں داخل ہوں گے لہٰذا جس طرح ضلالۃ کو عام اور وسیع تناظر میں لیا جائے گا اسی طرح اس کے متقابل ''من دعا الی ھدًی'' کے مفہوم کو بھی عام اور وسیع تناظر میں لیا جائے گا۔ یعنی ''ھُدًی'' سے مراد کتاب و سنت کے حکم کی طرف بلانا بھی ہے۔ اور ایسے بے شمار اعمالِ صالحہ کی طرف بھی جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی صریح حکم نہیں ملتا۔ جیسے اس طرح کے اُمورِ خیر کی طرف دعوت کہ جس سے لوگوں کے اَخلاق سنور جائیں اور رسول اللہ ﷺ سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال ہو جائے، لوگوں کے اندر عبادت کا ذوق و شوق پیدا ہو جائے، چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کے ادب و اِحترام کا جذبہ پیدا ہو جائے، تلاوتِ قرآن اور صدقہ و خیرات کی ترغیب ملے، الغرض کوئی بھی خیر کا پہلو جو اُمت میں بہتری کا سبب بنے ''مَنْ دَعَا اِلَی ھُدًی'' میں شامل ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحیح حدیث کی روشنی میں دونوں متقابل چیزوں کے راستوں کا کھلنا اور ان پر اَجر و گناہ، دونوں

صورتوں میں متحقق ہوتے ہیں۔

امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) اسی مفہوم کی ایک اور حدیث حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۶۔ مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا، فَلَهُ أَجْرُهُ، وَ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ، وَ مِثْلُ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ (۱)

''جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اپنا ثواب بھی ہے اور اسے عمل کرنے والوں کے برابر ثواب بھی ملے گا۔ جبکہ انکے ثواب میں کوئی کمی (بھی) نہ ہوگی۔ اور جس نے برا طریقہ جاری کیا پھر وہ طریقہ اپنایا گیا تو اس کے لئے اپنا گناہ بھی ہے اور ان لوگوں کے گناہ کے برابر بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی ہو۔''

یہ حدیثِ مبارکہ اِمام ترمذیؒ کتاب العلم میں باب ما جاء فیمن دعا الی ھدیً فاتبع أو إلی ضلالة کے ذیل میں لائے ہیں۔ سادہ سی بات ہے کہ اگر ''من دعا الی ھدیً'' کو سنت کے ساتھ مخصوص کر دینا ہوتا تو امام ترمذیؒ لفظِ ''ھدًی'' استعمال کرنے کی بجائے فقط ''سنة'' کا لفظ استعمال کرتے یعنی واضح طور پر کہہ دیتے کہ ہر وہ چیز جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی سنت نہیں، وہ بدعت اور ضلالت و گمراہی ہے تو اس

(۱) ۱۔ترمذي، السنن، کتاب العلم، باب ما جاء فيمن دعا إلى هدى فاتبع او إلى ضلالة، ۵: ۴۳، رقم: ۲۶۷۵

۲۔عسقلانی، فتح الباری، ۱۳: ۳۰۲

۳۔مبارکپوری، تحفة الأحوذی، ۷: ۳۶۵

۴۔ابن حزم، المحلی، ۸: ۱۶

طرح ضلالت کے متقابل لفظِ سنت اور ھدًی ہوتے مگر چونکہ ایسا نہیں لہٰذا انہوں نے ضلالۃ کے مقابلے میں لفظ ھدًی استعمال کیا تاکہ اس میں اُمورِ سنت کے ساتھ ساتھ وہ اُمور بھی داخل ہو جائیں جو مبنی بر خیر اور تابع سنت ہیں۔ جس طرح سنتوں کو نفل، مستحبات، حسنات اور اعمالِ خیر بھی کہہ دیتے ہیں اسی طرح ''ھدًی'' میں سنت اور تابع سنت تمام اُمور آ جاتے ہیں۔ امام مسلمؒ (۲۶۱ھ) نے بھی امام ترمذیؒ کی طرح باب من سن سنة حسنة أو سيئة و من دعا إلى هدى أو ضلالةً قائم کر کے اس کے ذیل میں مَنْ دَعَا اِلی ھدًی والی حدیث بیان کی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ امام مسلمؒ کا بھی وہی مذہب ہے جو امام ترمذیؒ کا ہے۔

زیرِ بحث حدیثِ مبارکہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس طرح ''صحیح مسلم'' کی حدیث میں سنة حسنة اور سنة سيئة کی اِصطلاح اِستعمال ہوئی تھی اسی طرح ترمذی کی اس حدیث میں آقا ﷺ کی زبان پاک سے سنة خيرٍ اور سنة شرٍّ کی اِصطلاح استعمال ہوئی۔ یہاں سنت سے مراد سنتِ شرعی نہیں ہے بلکہ سنتِ لغوی ہے ورنہ یہ تقسیم نہ ہوتی کیونکہ سنتِ شرعی کبھی ''شرّ'' نہیں ہوسکتی وہ خیر ہی خیر ہوتی ہے، لہٰذا یہاں ''سنة خير'' سے مراد کوئی نیا کام، کوئی اُسوہ اور کوئی اچھا طریقہ مراد ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جب سنت شرعی مراد نہ رہی تو نئے کام کی وجہ سے اسے بدعت کہیں گے دوسرے لفظوں میں اسے بدعت خیر اور بدعت شر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور آنے والے زمانوں میں سنت خیر یا بدعت خیر کے اجراء اور پھر اس پر عمل کرنے والوں کو حضور ﷺ نے اجر کی نوید سنائی ہے کہ جس نے کوئی نیا کام کیا جو میری سنت میں نہیں تھا یعنی بدعت تھا مگر خیر اور بھلائی کا کام تھا اس کے لیے اجر ہے۔ اسی طرح اگر شر اور برائی کی بدعت کا آغاز کیا تو اس پر گناہ ہے۔ مختصر یہ کہ نصوصِ قطعیہ سے بدعت کی تقسیم ثابت ہوتی ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے فوراً بعد ''باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة'' قائم کیا ہے۔ اس باب میں وہ سنت کے مقابلے میں اجتناب عن

البدعة کی بحث لائے لہٰذا یہاں سنت سے مراد سنتِ شرعی اور بدعت سے مراد بدعتِ سیئہ ہو گی۔ اَصل میں اِمام ترمذیؒ یہاں اُوپر نیچے دو باب قائم کر کے اپنا علمی مسلک اور مذہب بیان کر رہے ہیں، پہلے اُنہوں نے باب ما جاء فیمن دعا الی هدی فاتُّبِعَ أَوْ إِلی ضَلالَةٍ قائم کیا اور اس کے فوراً بعد باب ماجاء فی الاخذ بالسنة و اجتناب البدعة قائم کیا۔ پہلے باب میں لفظ هدًی اور ضلالة میں وسعت اور تعمیم ہے جبکہ دوسرے باب میں چونکہ سنت کے متقابل لفظ بدعت ہے لہٰذا اس میں تخصیص اور تقیید ہے۔ یعنی سنت سے مراد سنتِ شرعی اور بدعت سے مراد بدعتِ سیئہ ہے۔ یعنی دو باب قائم کرنے کا مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ اِمام ترمذیؒ کے نزدیک ہر نیا کام سیئہ اور ضلالہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دوسرے باب میں حدیث - فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین - کو ذکر کیا ہے جس کے مفہوم کو حضور ﷺ نے اپنی اور اپنے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کے ساتھ معین و محصور کر کے سنتِ شرعیہ قرار دے دیا لہٰذا جب سنت کا معنی متعین کر دیا تو اس کے متقابل اور متضاد بدعتِ سیئہ ہو گی، اسی حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ایسی بدعات سیئات سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وإیّاکم و محدثاتِ الأمورِ فإنّها ضلالةً[1] یعنی میرے امر کے خلاف جو محدثات الامور یعنی فتنہء ارتداد، فتنہ انکار زکوٰۃ، فتنہ ادعاء نبوت وغیرہ سر اٹھائیں انہیں چھوڑ دینا اور میری اور میرے صحابہ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لینا۔ گویا یہاں پر حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة و اِجتناب البدع، ۵: ۴۴، رقم: ۲۶۷۶
۲۔ أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ۴: ۲۰۰، رقم: ۴۶۰۷
۳۔ ابن ماجه، السنن، مقدمه، باب اتباع السنة الخلفاء الراشدین، ۱: ۱۵، رقم: ۴۲
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۲۶
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۱۷۸، رقم: ۵

نے بدعت کے معنی کو اتنی بڑی شناخت کے ذیل میں ذکر کر کے اپنی اور خلفاء راشدین کی سنت کے متقابل ٹھہرایا۔ جب اس باب کو امام ترمذی نے الگ کر دیا تو باقی جتنے بھی نئے کام بچے ان کے لیے دونوں راستے کھول دیے گئے، اسی لیے اس سے پچھلے باب کی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ نے سنة خیر اور سنة شر کے الفاظ استعمال کیے کہ اگر نئے امور نیکی، بھلائی اور خیر پر مبنی ہوں گے تو سنت حسنہ یا بدعتِ حسنہ ہوں گے اور اگر برائی، ضلالت اور گمراہی پر مبنی ہوں گے تو سنت سیئہ یا بدعت سیئہ ہوں گے۔

امام ترمذیؒ اس سے اگلے باب میں حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

۷۔ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي، فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا تَرْضِي اللهَ وَرَسُوْلَهُ، كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، لَا يَنْقُصُ ذَلِکَ مَنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا۔ (۱)

’’جس نے میرے بعد کوئی ایسی سنت زندہ کی جو مردہ ہو چکی تھی تو اس کیلئے بھی اتنا ہی اجر ہو گا جتنا اس پر دیگر عمل کرنے والوں کے لئے۔ اس کے باوجود ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ۵: ۴۵، رقم: ۲۶۷۷
۲۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب مَن احیا سنّة قد میتت، ۱: ۷۶، رقم: ۲۰۹
۳۔ بزار، المسند، ۸: ۳۱۴، رقم: ۳۳۸۵
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۷: ۱۶، رقم: ۱۰
۵۔ بیہقی، کتاب الإعتقاد، ۱: ۲۳۱
۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۱: ۴۹، رقم: ۹۷

جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ پسند نہیں کرتے تو اس پر اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس برائی کا دیگر ارتکاب کرنے والوں پر ہے اور اس سے ان کے گناہوں کے بوجھ میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔‘‘

اِس حدیثِ مبارکہ میں لفظِ سنت کو بدعت کے متقابل لایا گیا ہے۔ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ سنت ہر جگہ بدعت کے متقابل نہیں ہوتی لیکن جس حدیثِ مبارکہ میں تخصیص کے ساتھ سنت کو بدعت کے مقابلے میں لایا جائے تو وہاں سنت سے مراد سنتِ شرعیہ اور بدعت سے مراد بدعت شرعیہ ہوتی ہے۔ یہ ایسی بدعت ہوتی ہے جس کے کرنے سے کوئی نہ کوئی سنت ترک ہوتی ہے اس موقف کی تائید مسند احمد کی درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

۸۔ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُنَّةِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ۔(۱)

’’جب کوئی قوم دین میں بدعت کا آغاز کرتی ہے تو اس کے مثل ایک سنت اُٹھا لی جاتی ہے لہٰذا سنت کو مضبوطی سے پکڑنا، اِحداثِ بدعت سے بہتر ہے۔‘‘

’’بِدْعَةَ ضَلَالَة‘‘ فرمانے میں حکمت

زیرِ نظر حدیثِ مبارکہ میں وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فرمانے کی بجائے اِضافت کے ساتھ وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ فرمایا یعنی جس نے **گمراہی کی بدعت** ایجاد کی۔ اس سے قبل اس سے ملتی جلتی تراکیب سنة سيئة اور سنة شر کی صورت میں گزر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر بدعت ’’ضلالة‘‘ نہیں ہوتی اگر ہر بدعت گمراہی کی بدعت ہوتی تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کبھی اضافت کے ساتھ یہ کلمہ نہ فرماتے۔ اگر بدعت کے معنی ہی ضلالت و گمراہی ہوتے تو کبھی بھی بدعة ضلالةٍ نہ فرمایا جاتا جیسے عبادۃ خیر، عبادۃ صالحہ اور

(۱) احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۰۵، رقم: ۱۷۰۹۵

صلاۃ خیر کی اصطلاح استعمال نہیں ہوتی کیونکہ جو کلمہ خود اپنے معنی میں واضح ہو اور اس میں تقسیم کی گنجائش نہ ہو یا اس کا مدمقابل کوئی نہ ہو تو اس میں اِضافت لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی البتہ بعض اوقات زور اور تاکید پیدا کرنے کے لئے مرکب توصیفی آ جاتا ہے لہٰذا جب ''بدعة ضلالةٍ'' فرمایا تو اس سے آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ میری مراد یہاں نیکی اور بھلائی کے نیک کام نہیں بلکہ برائی اور گمراہی کے کام ہیں۔ الغرض آپ ﷺ نے حدیث ''کل بدعة ضلالة'' کا مفہوم متعین فرما دیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ صرف وہ بدعت گمراہی ہوگی جو مبنی برضلالت ہوگی۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ بدعة ضلالة ہمیشہ ''اماتتِ سنت'' کے مقابلے میں آتی ہے۔ اس سے کوئی نہ کوئی سنت متروک ہوتی ہے۔ اسی بدعت کے لئے فرمایا گیا کہ جس نے اس کے مقابلے میں سنت کو زندہ کیا اس کے لئے اجر ہے اور جس نے ایسی بدعت کی راہ نکالی جو سنت کے ترک کا باعث ہو تو وہ گمراہی ہے۔

اب اَربابِ فکر و دانش خود فیصلہ کریں کہ حضور ﷺ کی محفلِ میلاد، اولیاء اللہ کے لئے اِیصالِ ثواب، نمازوں کے بعد مصافحہ، اَذان کے بعد صلوۃ و سلام اور دیگر جمیع اُمورِ صالحات سے کون سی سنت متروک ہو رہی ہے، بلکہ یہ تو حضور ﷺ کی سنت پر مبنی اعمال ہیں۔ اب ان تفصیلات سے بدعة ضلالة کا مفہوم متعین ہو گیا کہ آپ کسی عمل کو اس وقت تک بدعتِ سیئہ، بدعتِ ضلالہ اور بدعتِ شرعیہ نہیں کہہ سکتے جب تک اس کے متقابل کوئی سنت ثابت نہ ہو کہ اس عمل نے اس سنت کو متروک کر دیا ہے یا یہ بدعت اس سنت سے ٹکراتی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نئے کام پر کل بدعة ضلالة کا حکم نہیں لگایا جا سکتا لہٰذا اب اگر کوئی یہ کہے کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہوتا ہے تو اس کے مقابلے میں کہا جائے گا کہ نہیں بلکہ کل بدعة سيئة ضلالة یعنی صرف بدعت سیئہ باعثِ ضلالت ہوگی۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ نے یہ معنی کہاں سے نکال لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے من ابتدع بدعة ضلالة میں بدعة ضلالة کو

مضاف، مضاف الیہ کر کے اس معنی کو خود متعین فرما دیا ہے کہ کوئی عمل اس وقت تک بدعت ضلالہ نہیں ہوگا جب تک وہ کسی خاص سنت کے ترک ہو جانے کا سبب نہ بنے۔

معروف اہلِ حدیث عالم **مولانا صدیق حسن خان بھو پالی** (۱۳۰۷ھ) بھی واضح طور پر لکھتے ہیں کہ ہر نئے کام کو بدعت کہہ کر مطعون نہیں کیا جائے گا بلکہ بدعت صرف اس کام کو کہا جائے گا جس سے کوئی سنت متروک ہو اور جو نیا کام کسی امرِ شریعت سے متناقض نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ مباح اور جائز ہے۔ شیخ وحید الزماں (۱۳۲۷ھ) اپنی کتاب ''هدية المهدی'' کے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر بدعت کے حوالے سے علامہ بھوپالی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

البدعة الضلالة المحرمة هی التی ترفع السنة مثلها و التی لا ترفع شيئا منها فليست هی من البدعة بل هی مباح الاصل.

''بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔''

گویا بھوپالی صاحب نے ہر اُس نئے عمل کو بدعت ماننے سے اِنکار کر دیا ہے جس کے مدّ مقابل کوئی خاص سنت ترک نہ ہو۔ اُنکے نزدیک ایسا ہر نیا عمل اپنی اصل میں مباح اور جائز ہے۔

اس حوالے سے ایک بہت اہم دلیل یہ ہے کہ وہ نیا کام جسے اُمت کی اکثریت اچھا سمجھ کر کر رہی ہو اور ان کرنے والوں میں صرف ان پڑھ دیہاتی لوگ اور عوام الناس ہی نہ ہوں بلکہ اُمت کے اکابر علماء، فقہاء، محققین اور مجتہدین بھی شامل ہوں تو وہ کام کبھی برا یعنی بدعتِ ضلالہ نہیں ہوسکتا لہٰذا آقا ﷺ نے جمہور اُمت کا کسی کام کو کثرت کے ساتھ کرنا دلیل شرعی بنا دیا یعنی جمہور امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔ اس کی دلیل مسند احمد

بن حنبل کی درج ذیل روایت ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۹۔ إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبادِ ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ وَ مَا رَاَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّءٌ ۔(۱)

’’اللہ عزوجل نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو قلبِ محمد ﷺ کو تمام بندوں کے دلوں سے بہتر پایا لہٰذا اِسے اپنی ذات کیلئے منتخب فرما لیا۔ پھر رسالت کے ساتھ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ حضور ﷺ کے دل کے بعد پھر لوگوں کے دلوں کی طرف نظر کی تو حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو تمام بندوں کے دلوں سے بہتر پایا تو اُنہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا جو اُس نبی کے دین کے لیے مقاتلہ کرتے ہیں۔ پس جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کام کو یہ برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے‘‘

زیرِ بحث موضوع پر مزید دلائل سے قبل مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں ضمناً ایک بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد نبوت و رسالت ملی اور پھر نبوت و رسالت کے ذریعے آپ ﷺ کو

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۹، رقم: ۳۶۰۰
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹: ۱۱۲، رقم: ۸۵۸۳
۳۔ بزار، المسند، ۵: ۲۱۲، رقم: ۱۸۱۶
۴۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۸۳، رقم: ۴۴۶۵
۵۔ بیہقی، المدخل إلی السنن الکبری، ۱: ۱۱۴
۶۔ طیالسی، المسند، ۱: ۳۳، الحدیث رقم: ۲۴۶

اَوصافِ حسنہ سے نوازا گیا۔ یہ بات غلط ہے بلکہ ''فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ العِبَادِ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ فَابْتَعَثَه بِرِسَالَتِهِ'' کے الفاظ واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو سب دلوں سے اچھے دل والا بعثت سے پہلے بنایا گیا یعنی شانِ محبوبیت پہلے دی گئی اور نبوت و رسالت کے ساتھ مبعوث بعد میں فرمایا گیا۔ نفسِ مضمون سے متعلقہ بات مذکورہ حدیث مبارکہ میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اعمالِ حسنہ اور اعمالِ قبیحہ کے تعیّن کے لئے یہ دلیل شرعی دے دی کہ مسلمان بالعموم جس کام کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو یہ برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ **اِمام طبرانی** (۳۶۰ھ) **المعجم الکبیر** میں اس روایت کو درج ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

۱۰۔ مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ وَ مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِيْحٌ۔ (۱)

''جس کام کو مومنین اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کام کو مومنین برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔''

اب یہاں پر قرآن و حدیث کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک نئی دلیل دی جا رہی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی اکثریت کبھی قبیح کام پر متفق نہیں ہوسکتی۔ اس لئے فرمایا مسلمان جسے عام طور پر اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور مسلمان جسے برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ یعنی مسلمانوں کا کسی چیز کو بالعموم اچھا جاننا شرعًا دلیل ہے۔ اس سے

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹: ۱۱۲، رقم: ۸۵۸۳
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۹، رقم: ۳۶۰۰
۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۸۳، رقم: ۴۴۶۵
۴۔ بیہقی، المدخل إلی السنن الکبری، ۱: ۱۱۴
۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۳۳، الحدیث رقم: ۲۴۶

یہ استدلال ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص عمل جو اپنی ہیئت کذائیہ میں نیا ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص، عہدِ رسالتمآب اور عہدِ صحابہ میں ثابت نہیں مگر اُمتِ مسلمہ کی اکثریت اس کو اچھا جانتی ہے تو یہ بھی حسنہ ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیسے حسنہ ہوگیا تو اس کا جواب مذکورہ روایت میں ہے کہ جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ حسنہ ہے۔ لہٰذا اگر اس کی ہیئت کذائیہ ثابت نہیں تو مذکورہ دلیل کی بنا پر اس کی اصل اور دلیل ثابت ہے جس کی وجہ سے وہ بدعتِ سیّئہ نہ رہی۔ اَب میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا اس میں ذکر و اَذکار، صلوۃ و سلام، نعت خوانی ان تمام اَعمالِ حسنہ کی اصل مذکورہ روایت ہے۔ یہی روایت اِمام بزارؒ (۲۲۹ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ: فَمَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ وَ مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِيْحٌ۔ (۱)

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس (عمل) کو کوئی مومن اچھا جانے وہ (عمل) اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے تمام مومنین برا جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی بُرا ہے۔‘‘

اس حدیثِ مبارکہ میں بہت ہی اہم نکتہ بیان ہوا ہے کہ ہر وہ نیا کام جو مصلحتِ دینی پر مبنی ہو اور اسے کوئی مردِ مؤمن جو متقی، عالم، فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مجتہدانہ بصیرت کا حامل بھی ہو، وہ اسے اچھا جانے تو وہ مباح اور جائز ہے۔ یعنی دلائلِ شرعیہ پر نظر

(۱) ۱۔ بزار، المسند، ۵: ۲۱۲، رقم: ۱۸۱۶
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹: ۱۱۲، رقم: ۸۵۸۳
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۹، رقم: ۳۶۰۰
۴۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۸۳، رقم: ۴۴۶۵
۵۔ بیہقی، المدخل إلی السنن الکبری، ۱: ۱۱۴
۶۔ طیالسی، المسند، ۱: ۳۳، رقم: ۲۴۶

رکھنے والا مردِ مومن کبھی بھی غیر شرعی اُمور کو جائز نہیں کہتا۔ اس حوالے سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث بھی نفسِ مضمون کو سمجھنے میں مدد دے گی جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا حَکَمَ الحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَان وَ اِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهُ اجْر۔ (۱)

’’جب کوئی حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ کر دے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اس سے غلطی ہو جائے تو بھی اس کے لئے ایک اجر ہے۔‘‘

یہ صرف مجتہد کی شان ہے کہ اس کا اجتہاد، اجتہادِ صحیح تھا مگر نتیجہ خطاء کی صورت میں نکلا تو اس کے لئے بھی اجر ہے۔ ایسے ہی مجتہد کے متعلق فرمایا گیا کہ مَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ یعنی جس کو کوئی ایک مردِ مومن جو دلیلِ شرعی، تقوٰی اور

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اِذا اجتهد، ۶: ۲۶۷۶، رقم: ۶۹۱۹

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الأقضیه، باب بیان اجر الحاکم اِذا اجتهد فأصاب او اخطأ، ۳: ۱۳۴۲، رقم: ۱۷۱۶

۳۔ ترمذی، الجا مع الصحیح، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی القاضی یُصیب ویخطیٰ، ۳: ۶۱۵، رقم: ۱۳۲۶

۴۔ أبو داود،السنن، کتاب القضاء، باب فی القاضی یُخْطِی، ۳: ۲۹۹، رقم: ۳۵۷۴

۵۔ نسائی، السنن، کتاب آداب القضاة، باب الاصابة فی الحکم، ۸: ۲۲۳، رقم: ۵۳۸۱

۶۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأحکام، باب الحاکم یجتهد فیصیب الحق، ۲: ۷۷۶، رقم: ۲۳۱۴

صالحیت پر قائم رہنے والا ہو، اچھا جانتا ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ لہٰذا کسی کام کو اچھا سمجھ کر قبول کرنے کے لئے تو ایک مردِ مومن کا اچھا سمجھنا بھی کافی ہے۔ لیکن اس کے برعکس کسی کام کو ضلالہ، گمراہی اور مردود قرار دینے کے لئے فرمایا: ''ما راٰہ المؤمنون قبیحًا فھو عِنْدَ اللهِ قَبِیْحٌ'' یعنی جس کو سارے مومن مل کر برا کہیں تب وہ اللہ کے ہاں برا ہوگا۔ کسی کام کو بدعتِ سیئہ قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اُمت کی اکثریت اسے بدعتِ ضلالہ اور بدعتِ قبیحہ سمجھے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ کسی کام کو اچھا سمجھنے کے لئے صرف ایک مردِ مومن کافی ہے۔ اس پر دلیل کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی دلیل فرمانِ رسول ﷺ - مَا رَاٰهُ الْمُؤمِنُ حَسَنٌ فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ - ہے اور فرمانِ رسول ﷺ پر دلیل طلب کرنا کفر ہے۔ مگر اس کے باوجود سمجھانے کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر کوئی ایک مومن بھی کسی چیز کو حسن کہے تو وہ حسن کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہاں مومن سے مراد ''مومنِ مجتہد'' ہے اور ایسے مومن کے لئے فرمایا گیا: اِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ کہ اگر مومنِ مجتہد خطاء بھی کر بیٹھے تو بھی اس کے لئے اجر ہے۔ چونکہ اس مومنِ مجتہد کا فیصلہ ہر صورت میں باعثِ اجر ہے اس لئے اس کو ''حسن'' فرمایا گیا۔ جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اس کو دیا جائے گا کیونکہ مومن سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسا عمل ایجاد کرے گا جو سنت فوت ہونے کہ باعث ہو کیونکہ اس کا ٹکراؤ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت سے نہیں ہے کیونکہ وہ خود بھی عامل بالسنہ ہے۔ اس لئے جب وہ حکم دیتا ہے تو حسن ہوتا ہے لیکن کسی امر کو قبیح اور ضلالہ کہنا بہت بڑی بات ہے اس لئے فرمایا: مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ قَبِیْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِیْحٌ۔ یہاں لفظِ ''مؤمنون'' جمع کا صیغہ استعمال کیا یعنی جس عمل کو کثرت سے مؤمنین قبیح کہیں وہ عند اللہ بھی قبیح ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جمہور اُمت کبھی ضلالت وقباحت پر جمع نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ اس کے پیچھے اُمت کی اکثریت اور اللہ کی نصرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اُمت کی اسی اکثریت کو حدیث مبارکہ میں ''الجماعة'' اور ''السواد الأعظم'' کہا گیا ہے۔ ''جامع ترمذی'' کی کتاب الفتن کے باب ما جاء فی لزوم الجماعة میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي (أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ) عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شُذَّ إِلَى النَّارِ.(۱)

''اللہ تعالیٰ میری اُمت (یا فرمایا: اُمتِ محمدی ﷺ) کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ہاتھ ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں ڈال دیا گیا۔''

اِس حدیثِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سو فی صد افرادِ اُمت کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہونگے بلکہ اس سے مراد ہمیشہ اکثریت ہوتی ہے کہ اُمت کی اکثریت کبھی ضلالہ پر مجتمع نہیں ہوگی کیونکہ يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ یعنی اللہ کی حفاظت کا ہاتھ ہمیشہ جماعت پر ہوتا ہے۔

امام ترمذیؒ اسی باب میں ایک اور حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جمہور اُمت کے ساتھ رہنے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرقوں، مسلکوں اور گروہوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عليكم بالجماعة و اياكم والفرقة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد من اراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة.(۲)

''تم پر جماعت کے ساتھ ملے رہنا لازم ہے اور علیحدگی سے بچو کیونکہ شیطان

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعة، ۴: ۴۶۶، رقم: ۲۱۶۷

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۲۰۱، رقم: ۳۹۷

۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۲: ۲۷۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة، ۴: ۴۶۵، رقم: ۲۱۶۵

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۷۰، رقم: ۲۳۱۹۴

ایک کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ دو آدمیوں سے دور رہتا ہے (لہٰذا) جو شخص جنت کا وسط (اعلیٰ درجات) چاہتا ہے اس کے لئے جماعت سے وابستگی لازمی ہے۔‘‘

آپ ﷺ نے تلقین فرمائی کہ شیطان سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ فرقوں اور گروہوں کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔ جماعت اور سوادِ اعظم کی اہمیت اُجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اثنان خير من واحد وثلاثة خير من اثنين واربعة خير من ثلاثة فعليكم بالجماعة فإن الله لن يجمع أمتي إلا على هدى. (۱)

’’(کسی مسئلے پر) دو کا ایک کے مقابلے میں جمع ہونا بہتر ہے۔ اسی طرح تین دو کے مقابلے میں بہتر ہیں اور چار تین کے مقابلے میں۔ تم پر (اکثریتی) جماعت کی پیروی لازم ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو سوائے ہدایت کے کسی غلط بات پر جمع نہیں ہونے دے گا۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ نے تمثیل سے سمجھایا کہ دو کا اکٹھا ہونا ایک سے بہتر ہے۔ تین کا دو سے بہتر ہے اور چار کا تین سے بہتر ہے۔ یہ مثالیں دینے کے فوراً بعد فرمایا: **عليكم بالجماعة** گویا حضور ﷺ نے اکثریت کو جماعت کا درجہ دے دیا اور اُمت کو

..... ۳۔ بیہقی، السنن لکبری، ۵: ۳۸۸، رقم: ۹۲۲۵

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۸۸، رقم: ۱۱۰۸۵

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵: ۲۱۷

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۴۵، رقم: ۲۱۱۹۰

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۱۷۷

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۴۵۷، رقم: ۳۷۱۹۲

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۶۷، رقم: ۷۵۱۷

۵۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۱: ۴۲، رقم: ۸۵

نصیحت کی کہ وہ سب سے بڑی جماعت کے ساتھ ہو جائیں۔ **امام حاکمؒ** (۴۰۵ھ) نے ''المستدرک'' میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا وَ قَالَ: يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، فاتبعوا السواد الاعظم، فانه من شذّ شذّ فی النار۔(۱)

''اللہ تعالیٰ اِس اُمت کو کبھی بھی گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا اور فرمایا جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے پس تم سوادِ اعظم کی اتباع کرو کیونکہ جو ان سے الگ ہوا گویا وہ آگ میں جا گرا۔''

اس حدیثِ مبارکہ نے بالکل واضح کر دیا اور تخصیص کر دی کہ اللہ کا دستِ حفاظت اس مسلک پر ہوگا جو سب سے بڑا مسلک یعنی سوادِ اعظم ہوگا تو گویا جس مسلک پر اُمت کی اکثریت قائل اور عامل ہو گی اس پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ہاتھ ہو گا۔ اسی حوالے سے ''سنن ابن ماجه'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إنّ اُمّتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رائتم اختلافاً فعليكم بالسواد

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرك علی الصحيحين، كتاب العلم، ۱: ۲۰۰، رقم: ۳۹۱
۲۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة، ۴: ۴۶۶، رقم: ۲۱۶۷
۳۔ نسائی، السنن، كتاب المحاربة، باب قتل من فارق الجماعة، ۷: ۹۲، رقم: ۴۰۲۰
۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۱۹۳، رقم: ۷۲۴۹
۵۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱: ۱۸۶، رقم: ۴۸۹

الاعظم۔[1]

’’بیشک میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی پس جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم (اکثریتی جماعت) کے ساتھ رہنا لازم ہے۔‘‘

اس حدیثِ مبارکہ میں بصورتِ اختلاف سوادِ اعظم کے ساتھ جڑے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔’’سنن ابن ماجه‘‘ کی کتاب الفتن کے باب افتراق الامم میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَ الَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَ ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ هُمْ قَالَ الْجَمَاعَةُ۔[2]

’’قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔جن میں سے ایک جنت اور بہتر جہنم میں ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ جنتی کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے

(۱) ۱۔ابن ماجه، السنن، کتاب السنن، باب السواد الاعظم، ۲: ۱۳۰۳، رقم: ۳۹۵۰

۲۔ابن حمید، المسند، ۱: ۳۶۷، رقم: ۱۲۲۰

۳۔دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۴۱۱، رقم: ۱۶۶۲

۴۔ابونعیم اصفهانی، حلیة الاؤلیاء، ۹: ۲۳۸

۵۔ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲: ۱۹۶

(۲) ۱۔ اِبنِ ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب اِفتراق الأ مم، ۲: ۱۳۲۲، رقم: ۳۹۹۲

۲۔ ابن أبی عاصم، السنه، ۱: ۲۳، رقم: ۳۶

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۷۰، رقم: ۱۲۹

۴۔ اللالکا ئی، إعتقاد اهل السنة، ۱: ۱۰۱، رقم: ۱۴۹

فرمایا: جو جماعت کو پکڑے رہیں گے۔‘‘

سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک پیمانہ (criterion) مقرر فرما دیا کہ اُمت کی اکثریت جن عقائد کو اپنائے گی وہ صحیح ہوں گے۔ لہٰذا بڑے مسلک یعنی سوادِ اعظم کے ساتھ جڑے رہنا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج جو اعمال اُمت کی اکثریت میں رائج ہیں انہیں بدعتِ ضلالہ اور گمراہی کہا جاتا ہے حالانکہ چند خاص طبقات کو چھوڑ کر پورا عالمِ عرب اہلِ سنت و جماعت کے طریقے پر عامل ہے۔ مراکش، سوڈان، الجزائر، ترکی، یونان، ایران، عراق، فلسطین، اُردن، شام اور مصر کے عوام کی بھاری اکثریت اہلِ سنت کے طور طریقوں، شعائر اور کلچر پر عامل ہے۔ اگرچہ مختلف ممالک میں ادائیگی کے طریقے ذرا مختلف ہیں مگر بنیادی عقائد ایک ہی ہیں۔ المختصر یہ کہ یہ تمام بنیادی عقائد جن کو بعض لوگ تقسیمِ بدعت کے قائل نہ ہونے کی وجہ سے بدعتِ ضلالہ، گمراہی اور شرک وغیرہ کہتے ہیں، جمہورِ اُمت انہیں مباح اور جائز سمجھتی ہے کیونکہ فرمانِ رسول ﷺ: ’’اِنَّ اُمتی لا تجتمع علی الضلالة‘‘ کے مطابق اُمت کی اکثریت کبھی گمراہ نہیں ہوسکتی، لہٰذا اُن کے عقائد أقرب الی الکتاب و سنة ہیں اور انہیں ضلالہ و گمراہی کہنا بذاتِ خود جہالت و گمراہی ہے۔

تقسیمِ بدعت پر معروف کتب کی فہرست

بدعت کی اقسام اور تفصیلات کو متعدد ائمہ حدیث اور فقہاء نے اپنی کتب میں اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے جن میں سے چند معروف کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ **الجامع لأحکام القرآن**، از امام قرطبی (۶۷۱ھ)، ۲: ۸۷

۲۔ **شعب الایمان**، از اِمام بیہقی (۴۵۸ھ)، ۳: ۱۷۷

۳۔ **المدخل الی السنن الکبری**، از امام بیہقی (۴۵۸ھ)، ۱: ۲۰۶

۴۔ **احیاء العلوم الدین**، از امام غزالی (۵۰۵ھ)، ۲: ۳

۵۔ **النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر**، از ابن اثیر جزری (۶۰۶ھ)، ۱: ۱۰۶

۶۔ **قواعد الاحکام فی مصالح الانام**، از عز الدین بن عبد السلام (۶۶۰ھ)، ۲: ۱۷۳

۷۔ **تہذیب الاسماء واللغات**، از امام نووی (۶۷۶ھ)، ۳: ۲۲

۸۔ **انوار البروق فی انوار الفروق**، از امام قرافی (۶۸۴ھ)، ۴: ۲۰۲

۹۔ **لسان العرب**، از ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ)، ۸: ۶

۱۰۔ **منہاج السنہ**، از امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)، ۴: ۲۲۴

۱۱۔ **سیر اعلام النبلاء**، از امام ذھبی (۷۴۸ھ)، ۸: ۴۵۸

۱۲۔ **تفسیر القرآن العظیم**، از ابن کثیر (۷۷۴ھ)، ۱: ۱۶۱

۱۳۔ **الاعتصام**، از امام شاطبی (۷۹۰ھ)، ۲: ۱۱۱۔۱۱۵

۱۴۔ **المنثور فی القواعد**، از امام زرکشی (۷۹۴ھ)، ۱: ۲۱۷

۱۵۔ **جامع العلوم و الحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم**، از ابن رجب حنبلی (۷۹۵ھ): ۱۶۰

۱۶۔ **الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری**، از علامہ کرمانی (۷۹۶ھ)، ۹: ۱۵۴

۱۷۔ **اکمال اکمال المعلم**، از علامہ وشتانی مالکی (۸۲۸ھ)، ۳: ۲۳

۱۸۔ **فتح الباری**، از ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)، ۴: ۲۵۳

۱۹۔ **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، از علامہ عینی (۸۵۵ھ)، ۱۱: ۱۲۶

۲۰۔ **مکمل اکمال المعلم**، از علامہ سنوسی مالکی (۸۹۵ھ)، ۳: ۲۳

۲۱۔ **القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع**، از امام سخاوی (۹۰۲ھ): ۱۹۲

۲۲۔ **فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث**، از امام سخاوی (۹۰۲ھ)، ۲: ۲۷

۲۳۔ حسن المقصد فی عمل المولد، از امام سیوطی (۹۱۱ھ): ۵۱

۲۴۔ الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، از امام سیوطی (۹۱۱ھ)، ۲: ۴۴۵

۲۵۔ تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک، از امام سیوطی (۹۱۱ھ)، ۱: ۱۰۵

۲۶۔ الحاوی للفتاوی، از امام سیوطی (۹۱۱ھ)، ۱: ۱۹۲

۲۷۔ سبل الهدٰی والرشاد، از علامہ صالحی شامی (۹۱۱ھ)، ۱: ۳۷۰

۲۸۔ ارشاد الساری لشرح صحیح بخاری، از امام قسطلانی (۹۲۳ھ)، ۳: ۴۲۶

۲۹۔ الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الأکابر، از علامہ شعرانی (۹۷۳ھ)، ۲: ۲۸۸

۳۰۔ فتاویٰ الحدیثیہ، از ابن حجر مکی (۹۷۴ھ): ۱۳۰

۳۱۔ مرقاۃ المفاتیح، از ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ)، ۱: ۲۱۶

۳۲۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، از علامہ مناوی (۱۰۳۱ھ)، ۱: ۴۳۹

۳۳۔ سیرت حلبیہ از علامہ حلبی (۱۰۴۴ھ)، ۱: ۱۳۶

۳۴۔ أشعۃ اللمعات، از شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)، ۱: ۱۲۵

۳۵۔ درّ مختار علی ہامش الرد، از علامہ حصکفی (۱۰۸۸ھ)، ۱: ۳۶۲

۳۶۔ شرح الموطا، از امام زرقانی (۱۱۲۲ھ)، ۱: ۲۳۸

۳۷۔ تاج العروس من جواہر القاموس، از مرتضی زبیدی (۱۲۰۵ھ)، ۱۱: ۹

۳۸۔ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، از امام طحطاوی (۱۲۳۱ھ): ۱۱۴

۳۹۔ ردالمحتار شرح درالمختار، از علامہ شامی (۱۲۵۲ھ)، ۱: ۵۲۴

۴۰۔ نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار، از علامہ شوکانی (۱۲۵۵ھ)، ۳: ۳۲۵

۴۱۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، از علامہ آلوسی (۱۲۷۰ھ)، ۲۷: ۱۹۲

۴۲۔ ھدیۃ المھدی، از شیخ وحید الزماں (۱۳۲۷ھ): ۱۱۷

۴۳۔ عون المعبود شرح سنن أبي داؤد، از عظیم آبادی (۱۳۲۹ھ)، ۱۲: ۲۳۵

۴۴۔ مجمع بحار الانوار، از علامہ طاہر پٹنی، ۱: ۸۰

۴۵۔ حواشی الشروانی، علامہ شروانی، ۱۰: ۲۳۵

۴۶۔ تحفۃ الاحوذی، علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوری (۱۳۵۳ھ)، ۷: ۳۶۶

۴۷۔ فتح الملہم شرح صحیح مسلم، از شیخ شبیر احمد عثمانی (۱۳۶۹ھ)، ۲: ۴۰۶

۴۸۔ مغنی المحتاج إلیٰ معرفۃ معانی الفاظ المنھاج، از امام شربینی، ۴: ۴۳۶

۴۹۔ أوجز المسالک الی مؤطا مالک، از علامہ زکریا کاندھلوی (۱۴۰۲ھ)، ۲: ۲۹۷

۵۰۔ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء، از ابن باز (۱۴۲۱ھ)، ۲: ۳۲۵

۵۱۔ مفاہیم یجب ان تصحح، از شیخ علوی مالکی (۱۴۲۵ھ): ۱۰۲۔۱۰۶

خلاصۂ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل کو اس ڈھب پر اور اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا جاتا کہ یہ عمل حضور ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا یا نہیں اور بعد میں کب شروع ہوا بلکہ اس کو پرکھنے کے لئے ہمیں یہ اَمر ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا کہ کسی عمل کی ہیئت کبھی رسم و رواج پر منحصر ہوتی ہے اور کبھی وقت کی ضرورتوں اور تقاضوں پر مبنی ہوتی ہے۔ کبھی اس کام میں کئی حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں اور کبھی کئی مصلحتیں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔

غور وفکر کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس نئے کام کی کوئی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ کیا بلاواسطہ یا بالواسطہ اس کا کوئی ثبوت قرآن وسنت میں موجود

ہے؟ یا پھر وہ کام اس لئے بھی قابل مذمت ٹھہرتا ہے کہ اس سے کسی واجب، سنت یا مستحب وغیرہ پر اثر پڑتا ہے یا اس کا ان کے ساتھ اختلاف یا تعارض رونما ہوتا ہے۔

اگر کسی عمل کی اصل قرآنِ حکیم یا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہو جائے تو پھر وہ طعن و تشنیع اور گمراہی یا گناہ وغیرہ کا باعث نہیں رہتا اور اگر بفرضِ محال قرآن و سنت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ثابت نہ بھی ہو لیکن اس سے قرآن و سنت کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو پھر بھی وہ کسی قسم کی قباحت کا باعث نہیں بنتا اور نہ ہی اس پر طعن و تشنیع جائز ہے ہاں صرف اس صورت میں کوئی بدعت ناجائز اور قبیح کے زمرے میں شامل ہو کر قابل مذمت ٹھہرے گی جب قرآن و سنت پر پرکھنے کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن و سنت کی فلاں نص کے خلاف ہے یا شریعت کے فلاں حکم کی مخالفت میں ہے۔

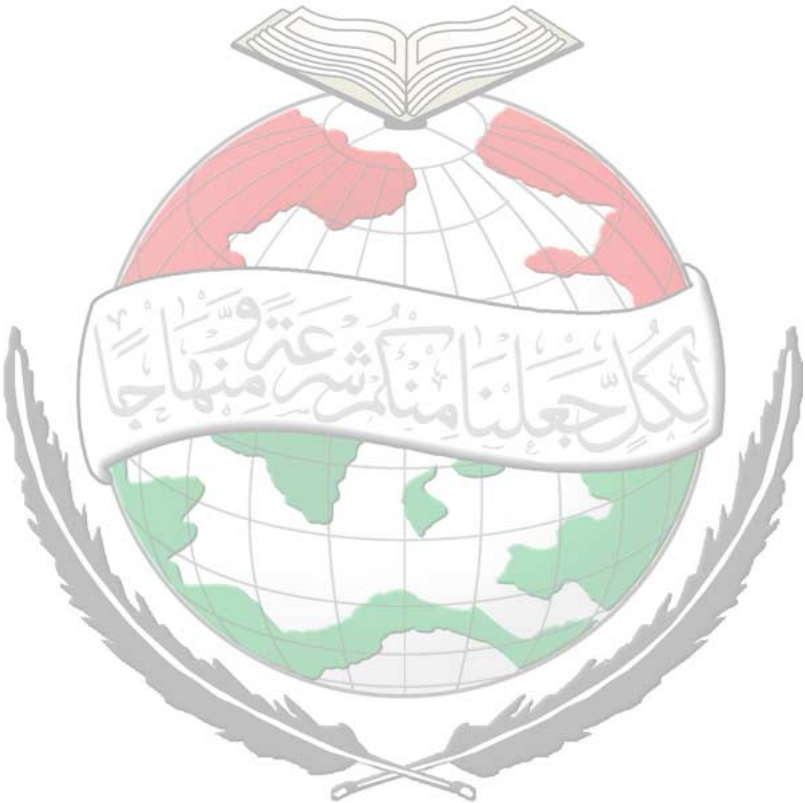
بدعت کا معنی و مفہوم واضح کرتے ہوئے اِس پر بار بار زور دیا جا چکا ہے کہ **کوئی بھی نیا کام اس وقت ناجائز اور حرام قرار پاتا ہے جب وہ شریعتِ اسلامیہ کے کسی حکم کی مخالفت کر رہا ہو اور اسے ضروریاتِ دین سمجھ کر قابلِ تقلید ٹھہرا لیا جائے یا پھر اسے ضروریاتِ دین شمار کرتے ہوئے اس کے نہ کرنے والے کو گناہگار اور کرنے والے کو ہی مسلمان سمجھا جائے، تو اس صورت میں بلاشبہ جائز اور مباح بدعت بھی ناجائز اور قبیح بن جاتی ہے اور اگر جائز اور مستحسن بدعت میں ناجائز امور کو شامل کر دیا جائے جن کی رو سے روحِ اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہو تو بلاشبہ وہ بدعت بھی قابلِ مذمت ہو گی اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اسے ہدفِ تنقید و تنقیص بنانے کا کوئی جواز نہیں۔**

www.MinhajBooks.com



مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com



www.MinhajBooks.com

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ آجرّی، ابو بکر محمد بن حسین بن عبداللہ (م ۳۶۰ھ)۔ کتاب الشریعۃ۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۳۔ آلوسی، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود۔ روح المعاني فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثاني۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث۔

۴۔ ابن ابی حاتم رازی، ابو محمد عبد الرحمٰن (۲۴۰۔۳۶۷/۸۵۴۔۹۳۸)۔ الجرح و التعدیل۔ حیدرآباد دکن، بھارت، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ۔

۵۔ ابن ابی دنیا، عبداللہ بن محمد ابوبکر القریشی (۲۰۸۔۲۸۱ھ)۔ مکارم الاخلاق۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ القرآن، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۶۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ المصنف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۷۔ ابن ابی عاصم، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ السنۃ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۸۔ ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔ ۶۳۰ھ/۱۱۶۰۔۱۲۳۳ء)۔ الکامل فی التاریخ۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۹۔ ابن اثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی

جزری (۵۴۴۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ النهايه فی غريب الحديث والأثر۔ قم، ایران: مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۳۶۴ھ۔

۱۰۔ ابن باز، عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز، (۱۴۲۱ھ)۔ فتاوی اللّجنه الدائمة للبحوث العلميه و الإفتاء۔ الرياض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۱۲ھ۔

۱۱۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔ ۱۳۲۸ء)۔ منهاج السنة۔ مصر: مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق۔

۱۲۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔ ۱۳۲۸ء)۔ کتب و رسائل و فتاوی ابن تيميه فی الفقه۔ مکتبۃ ابن تیمیہ۔

۱۳۔ ابن جارود، ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود نیشاپوری (۳۰۷ھ)۔ المنتقی من السنن المسندة۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۴۔ ابن جعد، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۵۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ المنتظم فی تاريخ الملوک والأمم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۶۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ تلبيس اِبليس۔ قاهره، مصر: منشورات مکتبۃ التحریر۔

۱۷۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ التحقيق فی أحاديث الخلاف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۸۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔

۹۶۵ء)۔ طبقات المحدثين باصبهان و الوردين عليها۔ بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۹۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ الصحيح۔ بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۲۰۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ السيرة النبوية واخبار الخلفاء۔ بيروت، لبنان: مؤسسة الكتب الثقافيه، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۲۱۔ **ابن حجر مکی**، الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی (۹۰۹/۹۷۴ھ)۔ فتاوی حديثية۔ القاہرہ، مصر: مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء۔

۲۲۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ الاحكام فی اُصول الاحكام۔ فیصل آباد، پاکستان: ضیاء السنہ ادارۃ الترجمۃ والتعریف، ۱۴۰۴ھ۔

۲۳۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ المحلی بلآثار۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ۔

۲۴۔ **ابن حمید**، عبد بن حمید بن نصر ابو محمد الکسي (۲۴۹ھ)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء

۲۵۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۲۶۔ **ابن خلدون**، عبدالرحمٰن بن خلدون (۷۳۲۔۸۰۸ھ)۔ تاريخ ابن خلدون۔ ازہر، مصر: المطبعۃ البھیۃ المصریۃ۔

۲۷۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔

۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ المسند۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۸۔ ابن رجب حنبلی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔۷۹۵ھ)۔ جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۹۔ ابن رجب حنبلی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔۷۹۵ھ)۔ التخویف من النار۔ دمشق: مکتبہ دار البیان، ۱۳۹۹ھ۔

۳۰۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ والنشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۱۔ ابن سلام، ابی عبد القاسم بن سلام (۲۲۴ھ)۔ کتاب الأموال۔ قاہرہ، مصر، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع۔

۳۲۔ ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ رد المحتار علی درالمختار۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۳۳۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۳۴۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ التمہید۔ مغرب (مراکش): وزارت عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۳۵۔ ابن عبد السلام، امام عز الدین بن عبد السلام السلمی الشافعی (۵۷۷۔۶۶۰ھ/ ۱۱۸۱۔۱۲۶۲ء)۔ قواعد الأحکام فی مصالح الأنام۔ بیروت، لبنان: ناشر دار الکتب

العلمیۃ۔

۳۶۔ **ابن عبدالسلام**، امام عزالدین بن عبدالسلام السلمی الشافعی (۵۷۷۔۶۶۰ھ/ ۱۱۸۱۔۱۲۶۲ء)۔ فتاوی العز بن عبد السلام۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۶ھ

۳۷۔ **ابن فارس (۱۰۰۴ھ)**، تحقیق عبدالسلام ہارون۔ معجم مقاییس اللغۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ

۳۸۔ **ابن قتیبہ**، ابومحمد عبداللہ بن مسلم الدینوری (۲۱۳۔۲۷۶ھ)۔ المعارف۔ قاہرۃ، دار المعارف

۳۹۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبداللہ بن احمد المقدسی (۶۲۰ھ)۔ المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۴۰۔ **ابن قیم**، محمد ابی بکر، ایوب الزرعی، ابوعبداللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ أعلام الموقعین عن رب العالمین۔ مصر، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۷۴ھ۔

۴۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ البدایۃ والنہایۃ۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۴۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ تحفۃ الطالب۔ مکہ مکرمۃ، دارحراء، ۱۴۰۶ھ۔

۴۳۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۴۔ **ابن ماجہ**، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۴۵۔ **ابن منظور افریقی**، امام العلامۃ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری الافریقی (۷۱۱ھ)۔ لسان العرب۔ بیروت، لبنان: دارصادر۔

۴۶۔ **ابن نجیم**، الشیخ زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**۔ مصر: مطبوعۃ مطبعۃ علمیۃ، ۱۳۱۱ھ۔

۴۷۔ **ابن ہمام**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی (۶۸۱ھ)۔ **فتح القدیر**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۴۸۔ **ابن ہمام**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی (۶۸۱ھ)۔ **شرح فتح القدیر**۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری۔

۴۹۔ **ابو احمد الجرجانی**، عبداللہ بن عدی الجرجانی (۳۶۵ھ)۔ **الکامل فی الضعفاء الرجال**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ۔

۵۰۔ **ابو الحسن الأشعری**، امام ابو الحسن علی الأشعری (۳۲۴ھ/ ۹۳۶ء)۔ **مقالات الاسلامیین و إختلاف المصلین**۔ مصر: مکتبۃ النہضۃ المصریۃ۔

۵۱۔ **ابو داود**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۵۲۔ **ابو داود**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۵۳۔ **ابو طالب القاضی**۔ **علل الترمذی الکبیر**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، مکتبہ النھضہ العربیہ، ۱۴۰۹ھ۔

۵۴۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۵۵۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۵۶۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **المسند المستخرج علی صحیح مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء۔

۵۷۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **مسند الامام ابی حنیفہ**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۵۸۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۹۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیٰی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم والاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

۶۰۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **فضائل الصحابۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ۔

۶۱۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۶۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **الرّد علیٰ الجهمیة و الزّنادقة**۔ الریاض، سعودی عرب: إدارات البحوث العلمیۃ والإفتاء و الدعوۃ و الإرشاد۔

۶۳۔ **أزدی**، ربیع بن حبیب بن عمر بصری۔ **الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب**۔ بیروت، لبنان: دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۶۴۔ **إسماعیل حقی**، علامہ إسماعیل حقی حنفیؒ (۱۱۳۷ھ)۔ **تفسیر روح البیان**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبۂ إسلامیہ کوئٹہ۔

۶۵۔ **باقری**، الشیخ جعفر محمد علی الباقری۔ **البدعة**۔ قم، ایران: رابطة الثقافة والعلاقات الإسلامیة، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۶۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۶۷۔ **برکتی**، محمد بن عمیم الاحسان المجددی۔ **قواعد الفقه**۔ کراچی، پاکستان، الصدف پبلشرز، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۶۸۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۶۹۔ **بلاذری**، احمد بن یحی بن جابر البلازری (۲۷۹ھ)۔ **فتوح البلدان**۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۷۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۷۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **کتاب الاعتقاد**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدید، ۱۴۰۱ھ۔

۷۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **المدخل إلی السنن الکبریٰ**۔ الکویت، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۳۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **شُعَبُ الایمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۷۴۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/

۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۵۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۷۶۔ ثعالبی، ابو منصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل الثعالبی (۳۵۰۔۴۲۹ھ)۔ ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب۔ القاہرہ، دار المعارف، ۱۹۶۵ء۔

۷۷۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی، سید شریف (۷۴۰۔ ۸۱۶ھ)۔ التعریفات۔ کراچی، پاکستان: مکتبہ حمادیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۷۸۔ جصاص، أحمد بن علی الرازی ابوبکر (۳۰۵۔۳۷۰ھ)۔ أحکام القرآن۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۴۰۵ھ۔

۷۹۔ جوهری، اسماعیل بن حماد الجوهری۔ الصحاح فی اللغة والعلوم۔ بیروت، دار الحضارة العربیة۔

۸۰۔ جوینی، ابو المعالی عبد الملک بن عبداللہ بن یوسف (۴۷۸ھ)۔ البرهان فی أصول الفقه۔ المنصورہ، مصر: مطبع الوفاء، ۱۴۱۸ھ

۸۱۔ حارث، الحارث بن أبی أسامة/ الحافظ نور الدین الہیثمی (۱۸۶۔۲۸۳ھ)۔ مسند الحارث (زوائد الهیثمی)۔ المدینہ المنورۃ، مرکز خدمۃ السنہ والسیرۃ النبویہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔

۸۲۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۸۳۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔

المستدرک علی الصحیحین۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع۔

۸۴۔ حسینی، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ البیان و التعریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۸۵۔ حصکفی، علامہ الشیخ علاء الدین الحصکفی (۱۰۸۸ھ۔۱۶۷۷ء)۔ در مختار علی ھامش الرد۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۸۶۔ حلبی، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ السیرۃ الحلبیۃ/ انسان العیون۔ بیروت، لبنان، دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۸۷۔ حلبی، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی۔ دہلی، انڈیا، مطبع مجتبائی۔

۸۸۔ حموی، ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ (متوفی: ۶۲۶ھ)۔ المعجم البلدان۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۸۹۔ حمیدی، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ/۸۳۴ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۹۰۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۱۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ موضع اوھام الجمع والتفریق۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۲۔ دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۹۳۔ دارقطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔

۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۹۴۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔ ۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **علل دار قطنی**۔ الریاض، سعودی عرب، دار الطیبہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۹۵۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۹۶۔ **ذھبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تاریخ الاسلام**۔ القاھرۃ، مصر: مطبعۃ المدنی۔

۹۷۔ **ذھبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔

۹۸۔ **ذھبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۹۹۔ **ذھبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **العبر فی خبر من غبر**۔ مکۃ المکرّمۃ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۰۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۱۰۱۔ **رامہر مزی**، ابو الحسن حسن بن عبد الرحمٰن بن خلاد (۲۶۰۔۳۶۰ھ)۔ **المحدث الفاصل بین الراوی و الواعی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۱۰۲۔ **رامہر مزی**، ابو الحسن حسن بن عبد الرحمٰن بن خلاد (۲۶۰۔۳۶۰ھ)۔ **امثال الحدیث**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ الکتب الثقافیہ، ۱۴۰۹ھ۔

۱۰۳۔ **رحیلی**، الدکتور ابراہیم بن عامر۔ موقف أهل السنة والجماعة من أهل الاهواء والبدع۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۲۲ھ

۱۰۴۔ **رویانی**، ابو بکر فی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۱۰۵۔ **زبیدی**، امام محبّ الدین ابوفیض السید محمد مرتضی الحسینی الواسطی الحنفی (۱۱۴۵-۱۲۰۵ھ/۱۷۳۲-۱۷۹۱ء)۔ تاج العروس من جواهر القاموس۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۹۹۴ء/۱۴۱۴ھ۔

۱۰۶۔ **زرقانی**، ابو عبداللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵-۱۱۲۲ھ/۱۶۴۵-۱۷۱۰ء)۔ شرح الزرقانی علی مؤطا الإمام مالک۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۱۰۷۔ **زرکشی**، علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ (۷۹۴ھ)۔ المنثور فی القواعد۔ کویت: وزارۃ الاوقاف، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۸۔ **زمخشری**، امام جاراللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۲۷-۵۳۸ھ)۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔ قاہرہ، مصر: ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء۔

۱۰۹۔ **زیلعی**، ابو محمد عبداللہ بن یوسف حنفی (م ۷۶۲ھ)۔ نصب الرایة لأحادیث الهدایه۔ مصر: دارالحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۱۱۰۔ **سخاوی**، الشیخ شمس الدین محمد عبد الرحمٰن (۹۰۲ھ)۔ القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء۔

۱۱۱۔ **سخاوی**، الشیخ شمس الدین محمد عبدالرحمٰن (۹۰۲ھ)۔ فتح المغیث شرح الفیة الحدیث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۱۲۔ سدوسی، یعقوب بن شیبۃ بن الصلت ابو یوسف (۱۸۲۔۲۶۸ھ)۔ مسند عمر بن الخطاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب الثقافیہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۳۔ سرخسی، امام شمس الدین (۴۸۳ھ)۔ کتاب المبسوط۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۱۱۴۔ سنوسی، علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی (۸۹۵ھ)۔ مکمل اِکمال المعلم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۵۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۶۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تاریخ الخلفاء۔ بغداد، عراق: مکتبۃ الشرق الجدید۔

۱۱۷۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الإشباہ والنظائر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ۔

۱۱۸۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ شرح السنن ابن ماجہ۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۱۱۹۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی۔ سعودی عرب: مکتبہ الریاض الحدیثہ

۱۲۰۔ **سیوطی**، امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمان بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان السیوطی، (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج**۔ بیروت، لبنان: شرکۃ دار الأرقم بن ابی الأرقم۔

۱۲۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الحاوی للفتاوی**۔ لاہور، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۲۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **حسن المقصد فی عمل المولد**۔ بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ (۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ھ)۔

۱۲۳۔ **سیوطی**، جلال الدین ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ **تنویر الحوالک شرح موطا مالک**۔ مصر: مکتبہ التجاریہ الکبری، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

۱۲۴۔ **سہارنپوری**، احمد علی سہارنپوری (۱۲۹۷ھ)۔ **حاشیہ بخاری**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء۔

۱۲۵۔ **شاشی**، ابوسعید ہیثم بن کلیب بن شریح (م ۳۳۵ھ/۹۴۶ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۱۰ھ۔

۱۲۶۔ **شاطبی**، ابراہیم بن موسیٰ اللخمی الشاطبی (۹۰ھ)۔ **الاعتصام**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۱۲۷۔ **شاطبی**، ابراہیم بن موسیٰ اللخمی الشاطبی (۹۰ھ)۔ **الموافقات فی اصول الشریعہ**۔ قاہرہ، مصر: مطبع المدنی، ۱۹۶۹ء۔

۱۲۸۔ **شاہ ولی اللہ**، محدث دہلوی، (متوفی: ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۲ء)۔ **ازالۃ الخفاء عن**

خلافة الخلفاء۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔

۱۲۹۔ **شبیر احمد عثمانی**، (۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء)۔ **فتح الملهم بشرح صحيح مسلم**۔ کراچی، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۱۲۹۔ **شربینی**، الشیخ محمد الشربینی الخطیب، (۹۷۷ھ)۔ **مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنهاج**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۱۳۰۔ **شروانی**، الشیخ عبدالحمید۔ **حواشی الشروانی**۔ دار صادر۔

۱۳۱۔ **شعرانی**، ابو العمران عبدالوهاب بن احمد بن علی ال الشافعی المصری المعروف بالشعرانی، (۸۹۸۔۹۷۳ھ)۔ **الیواقیت و الجواهر فی بیان عقائد الاکابر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۳۲۔ **شمس الحق**، محمد شمس الحق عظیم آبادی أبوطیب۔ **عون المعبود شرح سنن ابی داؤد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ۔

۱۳۳۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۱۳۴۔ **شهرستانی**، ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر أحمد (۴۷۹۔۵۴۸ھ)۔ **الملل والنحل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۲۰۰۱ء۔

۱۳۵۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد و المثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۳۶۔ **صالحی شامی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء)۔ **سبل الهدیٰ والرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۳۷۔ **صنعانی**، محمد بن اسماعیل امیر (۷۷۳۔۸۵۲ھ)۔ **سبل السلام شرح بلوغ المرام**۔ بیروت ،لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۹ھ۔

۱۳۸۔ **طاہر القادری**، ڈاکٹر محمد۔ **عرفان القرآن**۔ لاہور، پاکستان: منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۱۳۹۔ **طاہر پٹنی**، علامہ محمد طاہر پٹنی (۹۸۶ھ)۔ **مجمع بحار الانوار**۔ لکھنؤ۔ انڈیا: مطبع منشی نولکشور۔

۱۴۰۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۴۱۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۴۲۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۴۳۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۴۴۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **تاریخ الامم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۴۵۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **تہذیب الآثار**۔ مصر، القاہرہ: مطبعۃ المدنی۔

۱۴۶۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۴۷۔ **طحطاوی**، احمد بن محمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ)۔ **حاشیه طحطاوی علی مراقی الفلاح**۔ مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳۵۶ھ۔

۱۴۸۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/ ۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۴۹۔ **عبدالحق محدث دہلوی** (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **أشعة اللمعات**۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔

۱۵۰۔ **عبدالحیٔ احمد العکری الدمشقی**، (۱۰۸۹ھ)۔ **شذرات الذهب فی أخبار من ذهب**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ۔

۱۵۱۔ **عبد الرزاق**، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۵۲۔ **عبدالقادر جیلانی**، ابو صالح شیخ عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلانی البغدادی (۴۷۰۔۵۶۱ھ)۔ **غنیة الطالبین**۔ بیروت، لبنان: المکتبة الثقافیة۔

۱۵۳۔ **عبد القاهر بغدادی**۔ **الفرق بین الفرق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة

۱۵۴۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفا و مزیل الإلباس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۵۵۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الاصابه فی تمییز الصحابه**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۵۶۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر**۔ المدینة

المنورۃ، سعودیہ: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء۔

۱۵۷۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری بشرح صحیح البخاری**۔ لاہور، پاکستان: دارنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۵۸۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی + عمان + اُردن: دارعمار، ۱۴۰۵ھ۔

۱۵۹۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **لسان المیزان**۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الأعلمی المطبوعات، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۶۰۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تھذیب التھذیب**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۱۶۱۔ **علوی المالکی**، السید محمد بن علوی المالکی الحسنی (۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)۔ **مفاھیم یجب ان تصحح**۔ ابوظہبی: دار الفجر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۶۲۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۶۳۔ **غامدی**، سعید بن ناصر الغامدی۔ **حقیقۃ البدعۃ و أحکامھا**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشید، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۱۶۴۔ **غزالی**، حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ **إحیاء علوم الدین**۔ مصر:

مطبعہ عثمانیہ، ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء۔

۱۶۵۔ **فراہیدی**، خلیل بن اَحمد (۱۷۸۶ھ)۔ کتاب العین۔ دارالرشید للنشر۔

۱۶۶۔ **قرافی**، علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن الصنہاجی (۶۸۴ھ)۔ انوار البروق فی انوارالفروق۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۱۶۷۔ **قرطبی**، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح (۶۷۱ھ)۔ الجامع لأحکام القرآن والمبین لما تضمن من السنة وآي الفرقان۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۶۸۔ **قُسطلانی**، ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی (۹۲۳ھ)۔ ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری۔ مصر: دارالفکر، ۱۳۰۴ھ۔

۱۶۹۔ **قضاعی**، ابوعبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/۱۰۶۲ء)۔ مسند الشهاب۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۷۰۔ **کاندھلوی**، محمد زکریا الکاندھلوی (۱۳۵۱ھ/۱۴۰۲ھ)۔ أوجز المسالک الی مؤطا مالک۔ ملتان، پاکستان: ادارہ تالیفات اشرفیہ۔

۱۷۱۔ **کرمانی**، علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی (۷۹۶ھ)۔ الکواکب الدراری في شرح صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۵۶ھ/۱۹۷۳ء۔

۱۷۲۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه۔ بیروت، لبنان: دارالعربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۷۳۔ **لالکائی**، ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور (۴۱۸ھ)۔ شرح أُصول إعتقاد أهل السنه و الجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة۔ بیروت، لبنان:

دار الکتب العلمیہ۔۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء۔

۱۷۴۔ **لوئس معلوف**، (۱۸۶۷۔۱۹۴۶ء/۱۲۸۳۔۱۳۶۵ھ)۔ **المنجد فی اللغۃ**۔ بیروت، لبنان: دار المشرق، ۱۹۷۳ء۔

۱۷۵۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۷۶۔ **ماوردی**، علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی (۴۵۰ھ)۔ **الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیۃ**۔ مصر، مکتبہ التوفیقیہ۔

۱۷۷۔ **مبارکپوری**، محمد عبدالرحمان بن عبدالرحیم ابوالعلا المبارکپوری (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ **تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۷۸۔ **محب طبری**، ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم (۶۱۵۔۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸۔۱۲۹۵ء)۔ **الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء۔

۱۷۹۔ **مروزی**، محمد بن نصر بن الحجاج، ابو عبداللہ (۲۰۲۔۲۹۴ھ)۔ **السنہ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۰۸ھ۔

۱۸۰۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تہذیب الکمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۸۱۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۸۲۔ **مقدسی**، شیخ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمان الحنبلی

(۵۶۷۔۶۴۳ھ)۔ الاحایث المختارۃ۔ مکۃ المکرّمۃ، مکتبۃ النھضۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۸۳۔ مقدسی، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ الاحادیث المختارہ۔ فضائل بیت المقدس۔ شام: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۱۸۴۔ مقرئی، ابوعمرو عثمان بن سعید المقرئی الدانی (۳۷۱۔۴۴۴ھ)۔ السنن الواردۃ فی الفتن۔ الریاض، دار العاصمۃ، ۱۴۱۶ھ۔

۱۸۵۔ ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ بمبئی، بھارت، اصح المطابع۔

۱۸۶۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۸۷۔ منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۸۸۔ نسائی، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۸۹۔ نسائی، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الکبری۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۹۰۔ نسائی، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ عمل الیوم واللیلۃ۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۹۱۔ نسفی، امام عبداللہ بن محمود بن احمد النسفی (۷۱۰ھ)۔ مدارک التنزیل وحقائق

التاویل۔ بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی۔

۱۹۲۔ **نعیم بن حماد**، ابوعبداللہ المروزی (م: ۲۸۸ھ)۔ الفتن۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ التوحید، ۱۴۱۲ھ۔

۱۹۳۔ **نووی**، ابو زکریا یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۹۴۔ **نووی**، ابو زکریا، یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح صحیح مسلم۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء۔

۱۹۵۔ **نیشاپوری**، محمد بن عبد اللہ بن حمدویہ الحاکم ابوعبداللہ (۳۲۱۔۴۰۵ھ)۔ المدخل الی الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۴ھ۔

۱۹۶۔ **وادیاشی**، عمر بن علی بن احمد الوادیاشی الاندلسی (۷۲۳۔۸۰۴ھ)۔ تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنہاج۔ مکۃ المکرّمۃ، دار حراء، ۱۴۰۶ھ۔

۱۹۷۔ **وشتانی**، امام ابوعبد اللہ محمد خلفۃ الوشتانی (۸۲۷ھ أو ۸۲۸ھ)۔ إکمال إکمال المعلم شرح صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۹۸۔ **وحید الزمان**، (۱۳۲۷ھ)۔ ھدیۃ المھدی۔ فیصل آباد، پاکستان: چشتی کتب خانہ، ۱۹۸۷ء۔

۱۹۹۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد و منبع الفوئد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۲۰۰۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔

۱۴۰۵ء)۔ موارد الظمآن اِلی زوائد ابن حبان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۰۱۔ ہندی، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/۱۹۷۹۔

۲۰۲۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی (۲۸۷ھ/۸۹۷ء)۔ التاریخ۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

www.MinhajBooks.com